Shnakhat (Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641 Page:98-106

Publishers: Nobel Institute for New Generation

Vol:3, issue:1 (2024) http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

انیس ناگی کی شعری لسانیات کا تجزیہ

Mushtaq Ahmad
Samreen Farooq
Afshan Naureen

PHD Scholar Urdu National College of Business Administration $ Economics Sub Campus Bahawalpur Mushtaqkharal46@gmail.com
PHD Scholar Urdu National College of Business Administration $ Economics Sub Campus Bahawalpur Samreenfarooq1976@gmail.com
PHD Scholar Urdu National College of Business Administration $ Economics Sub Campus Bahawalpur afshannoureenjee@gmail.com

Abstract

Anees Nagi is one of the greatest writer, critic, columnist and a novelist. He is considered among the pioneers of the Movement of Lisani Tashkilat .He is known as a symbolic writer. Both his poetry and prose have a great symbolic touch. Among all of his achievements in literature, Shairy Lisaniat is worth mentioning. With Jelani Kamran and Zafar Iqbal, he initiated a new diction and phraseology for the poetry. He firmly believed that old words have lost their value for the present poetic diction. They should be replaced by new words and new phrases. He divided his book Shairy Lisaniat into 12 chapters. According to him symbols and metaphors play an important role in understanding words and their meaning. When word is created for more than one meaning, there is created a duality of references. He cited the verses of Ghalib, Faiz, Rashid and other eminent poets to support his arguments. He further says that in poetry a word can be understood by its context it is not so in the case of prose. He is of the view that similarities and contradictions are two important phenomenon of life and both these are present in poetry and communication .Anees Nagi formulated a new structure of language which suits the present system of language and literature .After 1960 a wave came in Urdu literature for the demand of new pattern of linguistics. Jelani Kaman , Zafar Iqbal and Anees Nagi stepped forward for the creation of new diction and new phrases for literature particularly for poetry .Thus a new era of Urdu Literature began by the efforts of great people like Anees Nagi.

Key Words: Lisani Tashkilat, diction, symbolic, metaphor, contradictions

Shnakhat (Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641 Page:98-106

Publishers: Nobel Institute for New Generation

Vol:3, issue:1 (2024) http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

انیس ناگی پاکستان کے صف اول کے نقاد، مصنف اور ناول نگار تھے۔افتخار جالب اور ظفر اقبال کے ساتھ ساتھ انیس ناگی کا نام لسانی تشکیلات کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ان کے ناولوں میں "دیوار کے پیچھے "اور "زوال" علامتی ناول تسلیم کیے جاتے ہیں۔انھوں نے شاعری، تنقید، ناول، مختصر کہانیاں اور سوانح عمری پر محیط ایک وسیع پیمانے پر ۷۹ کتابیں لکھیں۔وہ باقاعدگی سے ادبی کالم لکھتے تھے اور خود دانشور کے نام سے سہ ماہی جریدے میں ترمیم کرتے تھے۔ناگی صاحب کو کتابوں کے مطالعے سے اس قدر شغف تھا کہ ان کی موت لائبریری میں دوران مطالعہ حرکت قلب بند ہونے کے باعث ہوئی۔ان کی موت پر اسلم ملک رقمطراز ہیں،

"اب حوریں بھی حیران ہوں گی کہ یہ شخص کتاب کے سوا کوئی فرمائش ہی نہیں کرتا"(۱)

دنیانیوز میں، "انیس ناگی کی یاد میں "میں اسپیشل فیچر میں زاہد مسعود تحریر کرتے ہیں،

"انیس ناگی کی بطور شاعر، ناول نگار، افسانہ نویس اور مترجم حیثیتیں اور جہتیں نہایت معتبر ہیں، مگر بطور نقاد ان کی تنقید نگاری نہایت منفرد تھی۔۔۔ادب میں جارحانہ رویے کے ساتھ ساتھ اپنی ملازمت کے دوران بھی وہ اسی جارحیت کا مظاہرہ کرتے تھے۔انیس ناگی چونکہ پر یقین تھے کہ روز حشر ادیبوں کے ساتھ اٹھائے جائینگے۔لہذا انھوں نے اپنے دفتر میں آنے والے سبھی ادیبوں، شاعروں کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کی کوشش کی"(۲)

اہم تصانیف:

ان کی مشہور کتابوں میں

۱. گردش (افسانوی مجموعہ)

۲. زوال

۳. آگ ہی آگ

۴. ابھی کچھ اور

۵. محاصرہ

۶. بے خیالی میں

۷. کیمپ

۸. روشنیاں

۹. ایک لمحہ سوچ کا

۱۰. زرد آسمان

۱۱. بشارت کی رات

۱۲. ایک لڑکھڑاتی کہانی

۱۳. تصورات

۱۴.. ایک ادھوری سی سر گزشت

۱۵. میں اور وہ

۱۶ شعری لسانیات.

Shnakhat (Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641 Page:98-106

Publishers: Nobel Institute for New Generation

Vol:3, issue:1 (2024) http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

۱۷۔نیا شعری افق

بقول عمران ازفر

انیس ناگی کی دو کتب شعری لسانیات اور نیا شعری افق اپنے زمانے کے تنقید فہم کی ترتیب و تنظیم میں معاون خاص ہیں۔(۳)

انیس ناگی کی جس کتاب کا تجزیہ ہم پیش کرنے جارہے ہیں اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۹ میں مکتبہ علمیہ پریس لاہور نے شائع کیا جس کے کل صفحات **۲۰۰** تھے اور اس کا دوسرا ایڈیشن **۱۹۹۰** میں فیروز سنز نے شائع کیا جس کے کل صفحات ۱۱۶ ہیں۔ضمیمہ جات کے علاوہ اس کتاب کو ۱۲ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

۱.لسانی ادراک

۲۔اشارہ اور استعارہ

۳۔لغاتی معانی

۴۔استعاراتی معانی

۵۔مشابہتی رشتے

۶۔لغاتی۔استعاراتی

۷۔تسخیر معانی

۸۔محاکاتی استعارہ

۹۔استعارہ یا تشکیل معانی

۱۰۔سیاق وسباق میں

۱۱۔ابلاغ،افہام،ابہام

۱۲۔لسانی آہنگ

۱۳.ضمیمہ جات میں

ا۔صنعت تمثیل

ب۔تنقیدی اصطلاحوں کا قحط

اغلاط نامہ

لسانی ادراک: کتاب کی بین السطور میں مصنف رقم طراز ہیں کہ معاشرتی سطح پر الفاظ کی حرکت افہام و تفہیم کا وسیلہ ہے۔حیات انسانی کا سارا کاروبار الفاظ کی حرکت کا محتاج ہے۔ان کا کہنا ہے کہ فنکار بالخصوص شاعر کیلئے لفظ سب سے بڑی حقیقت ہے۔یہ وہ جہان واردات ہے جس کے معنی اور ادراک کیلئے شاعر کی عمر گزر جاتی ہے۔زندگی شاعر کیلئے ایک لسانی حقیقت ہے۔الفاظ کی حرکت حیات انسانی کیلئے اتنی ہی ناگزیر ہے جتنا کہ تنفس۔

لسانی ادراک میں انیس ناگی نے (سیمانٹکس) کے بارے میں تحریر کیا کہ اہل یونان کے نزدیک یہ علم کی ایک بنیادی شق ہے۔علوم جدید کی لغت میں اس کا متجانس علم المعنی ہے۔یہ وہ علم ہے جس کی رو سے لفظ اور رشتے کا تعلق دریافت کیا جاتا ہے۔لفظ اور رشتے کا تعلق معنی کا خصوصی تصور ہے۔اس علم نے اپنے دائرہ عمل کو وسیع کرنے کیلئے نفسیات سے کافی تقویت لی ہے کہ لفظ اور رشتے کے تعلق کی دریافت ذہن السانی کے خصوصی ادراک کا نتیجہ ہے۔ان کا مزید کہنا ہے کہ تحصیل زبان میں اشیا کو ناموں سے منتخب کرنے کا عمل کافی حد تک نقالی کا نتیجہ ہے۔یہ نقالی ارسطو کی نقالی سے مختلف ہے۔تحصیل زبان میں نقالی ترغیب اور تحصیل کے عمل کو ظاہر کرتی ہے۔یہ نقالی تکرار کے ذریعے کی جاتی ہے۔جو لفظ

Shnakhat (Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641 Page:98-106
Publishers: Nobel Institute for New Generation
Vol:3, issue:1 (2024) http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

بچے کے سامنے پکارا جائے وہ اس کو دہراتا ہے۔ بچہ تکرار سے ہی اس لفظ کو سیکھتا ہے۔ کسی بھی چیز کے وجود کی تصدیق کے وجود کا بنیادی ذریعہ نقالی ہی ہے۔ حقیقت میں لسانی ادراک کی ابتدا حواس خمسہ کے ذریعے بیرونی دنیا سے حاصل کردہ مواد سے ہی ہوتی ہے۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ الفاظ کے معانی معطیات میں پہلے سے شامل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کسی کو پیاس لگتی ہے تو پانی کا گلاس پی کر پیاس بجھالیتا ہے یا پھر تھکا ہارا شخص بستر دیکھ کر فوراً اس پر دراز ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر دو اشیا کے معانی ان کا اندرونی جزو ہیں یعنی بستر اور پانی کا گلاس کو معطیات سے تعبیر کیا جائے تو ہر دو کا وجود ان کی معنویت کی نشاندہی کرتا ہے۔

محمد سلیم الرحمن کی نظم رہائی کے بعد ملاحظہ ہو،

رات دن چاروں طرف یہ پانی بہنے کی آواز
دریاؤں اور نہروں کی بکٹ کہانی،
فہم سے بالاتر مگر ادا اس کرتی ہوئی،
اور پانی بہتا ہوا، دل سے آنکھوں میں،
خواب کے پلوں کے نیچے سے، اوپر سے،
اور صبح کے دروازوں میں، اور آخر
کھڑکی کے باہر، آنکھوں کے سامنے سے
دھوپ میں چمکتا ہوا، کسی دعا کی طرح
جو ہمیشہ صبح کو یاد آئے۔(۴)

اشارہ اور استعارہ:

زبان کے ادراکی اور تشکیلی عمل کو سمجھنے کیلئے اشارہ اور استعارہ کو سمجھنا انتہائی ناگزیر ہے۔ یہ حقیقتاً زبان کی دو حقیقتوں کے مظہر ہیں۔ اردو کی تنقیدی لغت میں اشارہ، کنایہ اور رمز کو بالعموم متبادل معانی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور استعارہ کیلئے علامت کو بھی ہم معانی تصور کر سکتے ہیں۔ انگریزی میں لفظ اشارہ کیلئے (سائن)
اور علامت کیلئے (سمبل) کی اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں۔ اشارہ اور استعارہ کے بارے میں انیس ناگی کا کہنا ہے،

"اشارہ اور استعارہ کے بارے میں ایک مروجہ تصور یہ ہے کہ تمام استعارے اشارے ہوتے ہیں لیکن تمام اشارے استعارے نہیں ہوتے۔ یہ ایک منطقی تضاد نما مشاہدہ ہے جو جزوی صداقت کا حامل ہے۔(۵) یہ مشاہدہ اشارہ اور استعارہ کے اشتراک وضعی کا نتیجہ ہے۔ جیسا کی پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اشارہ کسی شے کی ماہیت کا حوالہ ہوتا ہے اور ترقی یافتہ زمانے میں الفاظ کے ذریعے اشیا تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔ اس کے برعکس زمانہ قدیم میں ابتدائی انسان اشیا سے الفاظ تک رسائی حاصل کرتا تھا۔ بہر کیف یہ امر تو مسلمہ ہے کہ کسی شے کی شناخت کیلئے اسے نام سے متصف کرنا ضروری ہے۔ جب کسی شے کے نام سے متصف کیا جائے تو اس کی حیثیت اشاراتی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر لفظ "دھواں" یا "دود" کو لیجئے یہ لفظ کسی مخصوص تسور کا بجز اس کے حامل نہیں کہ یہ آگ جلنے یا سلگنے کا اشارہ ہے۔ یہ نہ تو کسی شے کی قائم مقامیت کرتا ہے اور نہ کسی تجربے کی نشاندہی کرتا ہے۔ کیونکہ ہر دو اس کے وظائف منصبی میں شامل نہیں ہیں لیکن جب شاعر اسی لفظ کو اشارہ کی بجائے استعارہ کے طور پر استعمال کرتا ہے تو اس کی معنوی دلالت بدل جاتی ہے۔ اور لفظ اشارہ کی حدود ست متجاوز ہو کر استعاراتی شکل میں اپنی توسیع کرتا ہے۔

بوئے گل، نالہ دل، دود چراغ محفل
جو تیری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا(۶)

Shnakhat (Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641 Page:98-106
Publishers: Nobel Institute for New Generation
Vol:3, issue:1 (2024) http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

اس طرح انیس ناگی کے مطابق استعارہ معانی کی مرکب شکل ہے جو اشارہ کی تحویلی یکتائی کو مسترد کرتی ہے۔ علم بیان کے باب میں استعارہ کی جن چھے، سات اشکال کا تذکرہ ملتا ہے ان کا تعلق معانی کی بجائے لفظی سند گری سے ہے۔

سعادت سعید نے اپنی نظم خواہشوں کے چراغ میں کچھ اس طرح فرمایا،

اپنے کمرے کی کنواری تنہائیوں میں
فوم کے لامتناہی بستروں پر کروٹیں لیتی
دوشیز گی پر کیا قیامت گزری ہے
میں کیا جانوں؟(۷)

لغاتی معانی:

انیس ناگی نے لغاتی معانی کے باب میں لغاتی معانی کی تعریف کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ یہ معنی کی وہ حالت ہے جس کیلئے کسی خاص لفظ کو وضع کیا گیا ہو۔ باالفاظ دیگر لفظ کے اساسی معنی کی شناخت دلالت وضعی ہے جسے عرف عام میں لغوی اور لغاتی معنی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لفظ کے لغوی اور لغاتی معنی میں تفریق کا عمل بڑا عجیب وغریب ہے۔ لغت کی تدوین میں بول چال کی زبان کے علاوہ تحریری تصنیفات بھی برابر کی شریک ہوتی ہیں بلکہ ان کی شرکت غالب حیثیت رکھتی ہے۔ بول چال کی زبان کا دائرہ کار انتہائی محدود اور غیر تخلیقی ہوتا ہے۔

استعاراتی معانی:

استعارہ کو انیس ناگی نے اشارہ یا مشابہت کے معانی میں استعمال کیا ہے۔ اردو کی تنقیدی لغت، صرف ونحو اور علم وبیان میں استعارہ کا مروجہ تصور ناقص اور غیر تسلی بخش ہے۔ اگر لفظ کو معانی کی شکل سے تعبیر کیا جائے تو استعارہ کا تعلق براہ راست علم المعانی سے ہے۔ انیس ناگی نے علم بیان کی نصابی کتب میں استعارہ کی حسب ذیل توصیف درج کی ہے۔"۱۔ جب کسی لفظ کے حقیقی اور مجازی معانی میں تشبیح کا علاقہ ہو تو ایسے مجاز کو استعارہ کہتے ہیں۔2۔ جب ایک شے کو دوسری شے سے مماثل کیا جائے تو ایسی مشابہت کو استعارہ سے تعبیر کرتے ہیُ۔ علم بیان کی کتابوں میں استعارہ کی سات اقسام بیان کی گئی ہیں۔ مگر ان سات اقسام میں اختلاف کی بنیاد لفظی سند گری پر رکھی گئی ہے" انیس ناگی کے مطابق استعارہ صرف مشابہتوں کی دریافت نہیں بلکہ یہ معنی کی تنظیم کا ایک سلسلہ ہے۔ ادب میں نثر کی بجائے شاعری استعارہ کی حقیقی ریاست ہے۔ وہ تمام چیزیں، تجربات اور زاویے جو عمومی ادراک میں نہیں آتے شاعرانہین استعارہ کی مدد سے جگہ دیتا ہے۔ استعارہ کا تعلق ادراک اور اظہار دونوں سے ہے اور وہ ہر دو میں کسی قسم کی علیحد گی کو تسلیم نہیں کرتا جہاں تک اظہار کا تعلق ہے استعارہ پابندی اور آزادی کے متضاد رویوں کا حامل ہوتا ہے۔

مشابہتی رشتے:

انیس ناگی کے مطابق مماثلت اور متضادیت زندگی کے بنیادی اصول ہیں اور یہ اصول انسان کے لسانی ادراک اور اظہار میں بھی کار فرماں ہوتے ہیں۔ اس سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ شاعری میں مشابہتی رشتوں کی تشکیل معانی کی ہیت کا بھرپور ذریعہ ہے۔ ارسطو لکھتا ہے کہ اشیا کے ناموں کو چار طریقوں سے منتقل کیا جاتا ہے۔ ان کے چار طریقوں میں پہلے تین کا تعلق منطق سے ہے اور چوتھے کا تعلق شعری لسانیات سے ہے۔ انیس ناگی نے اپنے دلائل کو مضبوط بنانے کیلئے مختلف شاعروں کے شعروں سے کام لیا ہے۔ مثلا سلیم شاہد کا یہ شعر

مٹی ملی ہواؤں سے آتی ہے بوئے قحط
بے رنگ کھیت دیکھ کر چہرہ اتر گیا(۸)

اور اسی طرح غالب کا ایک مصرعہ ہے

آتش کدہ ہے سینہ میرا رازِ نہاں سے(۹)

خواجہ درد کا شعر پیش خدمت ہے

شمع کی مانند ہم اس بزم میں
چشم نم آئے تھے دامن تر چلے(۱۰)

اور اسی طرح۔ن۔م۔راشد کا یہ شعر بھی انھوں نے دلیل کے طور پر پیش کیا۔

تو میرا سایہ ہے لیکن
تجھ کو سایہ بن کے رہنا ناگوار
ثانوی نسبت کا سہنا ناگوار
تو کبھی قامت کبھی جثے کی افزائش
کی سعی رائیگاں کرتا رہا
راہگیروں سے یہ دردِ دل بیاں کرتا رہ(۱۱)

تسخیر معانی:

انیس ناگی کے بقول انسان کی مادی ترقی کے باوجود اس کی بنیادی جبلتوں اور جذبات میں زیادہ فرق نہیں آیا البتہ انسانی واردات کا دائرہ کار ہمیشہ سے بدلتا رہا ہے۔آج کا انسان ماضی کے انسان سے یکسر مختلف ہے۔انسان کا لسانی اظہار بھی وقت کے ساتھ ساتھ ترقی پذیر ہوتا گیا۔ہر زبان اپنی بقا کی جنگ لڑتی ہے اور یہ جنگ الفاظ اور ان کے معانی پر قدرت رکھنے کی جنگ ہے۔جب الفاظ کے باہمی رشتے مل کر ایک سمت کو رجوع کرتے ہیں تو وہ کسی جذباتی صورت حال کو جنم دیتے ہیں مثال کے طور پر محمد صفدر کی نظم "دریا کنارے" ملاحظہ ہو جس میں شاعر نے دریا کے ذریعے اپنی جذباتی صورت حال کو پیش کیا ہے۔

"شہر سے دور وحشت کی زنجیروں سے دور
خواب سے ناآشنا سنگین دیواروں سے دور
چاند کے چاندنی سے پھول
پر سکون شاخوں کے نیچے بکھرے ہوئے
اور اس کی بھیگی صدائیں
جھینگروں کی نرم لہروں کی صدائیں
سبز خواب آلود پتوں پر حریر یجال پھیلائی ہوئی
کیوں تھکن سے چور بازو پھر سے اڑا کر اڑوں
کیوں ہوا کے تند طوفانوں سے پھر جا کر لڑوں
سنگ خارا کی سیاہ تپتی چٹانوں پر رہوں
کیوں نہ سب کچھ بھول کر

Shnakhat (Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641 Page:98-106

Publishers: Nobel Institute for New Generation

Vol:3, issue:1 (2024) http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

گرم پیشانی کی ٹھنڈی ریت پر رکھے ہوئے

سو رہوں سو تار ہوں"(۱۲)

اس نظم میں شاعر کا تجربہ شاعری زندگی کے جبر سے انسان کی بنیادی آزادی کا احساس لیکر جنم لیتا ہے۔اس نظم میں سیاق وسباق دوہرا ہے۔اس میں ایک تعلق اشیا کے بیان سے ہے اور دوسرا شاعر کی جذباتی کیفیت سے۔اس لئے الفاظ کی زندگی اور موت کا انحصار شاعر پر ہوتا ہے۔اگر شاعر ان معانی کو معتبر گردانتا ہے جو مروجہ ہیں تو ظاہر ہے وہ الفاظ کے نئے معانی کے خطرے میں ڈالنے سے گریز کرتا ہے۔

محاکاتی استعارہ:

انیس ناگی کے مطابق محاکات اور استعارہ وہ زبان کے دو مختلف وضائف ہیں اور اگر ان کو یکجا کیا جائے تو ان کا منصب بھی دوہرا ہو جاتا ہے۔شبلی کے مطابق "کسی چیز یا حالت کو اس طرح بیان کیا جائے کہ اس چیز کی تصویر آنکھوں میں پھر جائے"شبلی کے اس بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ محاکات کسی تجربہ یا شے کی ایسی باز آفرینی ہے کہ اس کی تمام تفاصیل ہو بہو محفوظ رہیں۔عموما محاکات کو لفظی تماثل سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔کسی بھی چیز کا لسانی ادراک دو چیزوں سے ہوتا ہے ایک تصویری ادراک اور دوسرا مجرد ادراک۔مجرد ادراک کی نسبتا تصویری یا محاکاتی ادراک زیادہ محسوس اور حیاتی ہوتا ہے۔یہاں ایک بات اور بھی اہم ہے کہ محاکات کی تشکیل میں شاعر خارجی مظاہر کو داخلی حوالے سے مرتب کرتا ہے۔اس تناظر میں انیس ناگی کا خود کہنا ہے،

لفظ کا وجود جاننے کے لیے ضروری ہے کہ اسے کھل کھلنے کا موقع دیا جائے،اس کے گرد رواجی تلازماتی ہیوتوں کو جھٹک کر لفظ کے وجود یا شے کے تصور کو اس کی شناخت کا نقطہ آغاز بنا کر ایک نیا مابعد دریافت کیا جائے(۱۳)

استعارہ یا تشکیل معانی:

معنی کے معنی مختلف جگہوں پر مختلف لئے جاتے ہیں۔علم المعانی کے حوالے سے معنی شے اور لسانی اشارہ کے باہم تعلق سے جنم لیتا ہے۔فن خطابت میں ترغیب اور رد عمل معنی کا درجہ رکھتا ہے۔سائنسی نقطہ نظر سے تین الفاظ دریافت، تحلیل اور تصدیق معنی کے قائم مقام ہیں اور اسی طرح شاعر کیلئے تخلیقی تجربے کی اظہاریاتی تشکیل معنی ہے۔پروفیسر رچرڈ اور گولڈن معنی کا معنی کی آٹھ مختلف اقسام بیان کی ہیں۔زبان چاہے جذباتی ہو یا سایئنٹیفک اس میں منطقی اصول اس حد تک کار فرما ہوتے ہیں کہ بعض اوقات ان میں موجودگی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔مختصر یہ کہ انیس ناگی اس نتیجے پر پہنچے ہیں کی استعارہ شاعری میں تشکیل معنی کا منصب ادا کرتا ہے۔انیس ناگی نے منیر نیازی کی ایک نظم کے چند اشعار درج کر کے یوں تبصرہ کیا،

آدھا چہرہ روشنی میں آدھا کالے پردے میں

ایک آنکھ ہے سورج جیسی ایک کالے پردے میں

بھید نہ اب تک باہر آیا آدھے گری نقابوں میں

آنکھ ہمیشہ گھری رہی ظاہر اور چھپے سرابوں میں

اس نظم کے لغاتی مفہوم کو ایک اعتبار سے رسمی کہا جاسکتا ہے لیکن شاعر نے زبان کے استعاراتی وصف سے جو محاکات پیدا کیے ہیں وہ اس کی معنویت کی قلب مائیت کرتے ہیں۔(۱۴)

کشور ناہید کی نظم پر غور فرمائیں،

کاغذ پر لکھی تحریر منع ہے

Shnakhat (Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641 Page:98-106

Publishers: Nobel Institute for New Generation

Vol:3, issue:1 (2024) http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

تو پتوں کو پڑھ لو

کہ زمیں بھی تو آسماں کو

شراب کی طرح پی کر

مدہوش ہونے کا شوق رکھتی ہے(۱۵)

سیاق سباق میں

انیس ناگی مے مطابق شاعری میں تشکیل معنی کا عملا لفاظ کے مخصوص سیاق وسباق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ادب اور شاعری میں سیاق وسباق کا تعلق علم المعنی سے ہے۔شعری سیاق وسباق نثری سیاق وسباق سے مختلف ہوتا ہے۔شعری سیاق وسباق جذباتی اور صرفی ونحوی سیاق وسباق سے مرکب ہوتا ہے کیونکہ شعری تخلیق میں سیاق وسباق کی دوسری قسم صرفی و نحوی ہے۔ایک لفظ کا مختلف جگہوں پر مختلف استعمال اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ لفظ کے معنی سیاق وسباق میں بدلتے رہتے ہیں۔مثال کے طور پر لفظ چاند کو لیجئے اسے مختلف سیاق و سباق میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جن کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱.چاند نکل آیا ہے۔

۲۔میرا چاند گھر آیا ہے۔

۳۔تم تو عید کے چاند ہو۔

۴۔اس کا چاند سا بیمار چہرہ خاموش ہے۔

۵۔چاند گرہن میں ننگے سر مت نکلو۔

لسانی آہنگ:

انیس ناگی نے اس باب میں یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی ہے کی نثری اور شعری آہنگوں میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ کسی بھی زبان میں نثری آہنگ کے کوئی اصول اور ضابطے متعین نہیں ہوتے جبکہ شاعری میں ایسا نہیں ہے ہر زبان کی شاعری کا آہنگ مخصوص عروضی ضابطوں کی پابندی سے پیدا ہوتا ہے۔نثری آہنگ کیلئے اصول وضوابط کی اس لئے ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ اگر نثر میں آہنگ پیدا ہو جائے تو وہ شاعری بن جائے گی۔ہر نثری تخلیق آہنگ کی مالک نہیں ہوتی۔یہ آہنگ غیر تخلیقی اور میکانکی ہوتا ہے۔دراصل شاعری میں آہنگ ناگزیر طور پر ہوتا ہے مگر نثر میں آہنگ کی تخلیق کیلئے جذباتی اور تصوراتی ارتقا کا ہونا لازمی ہے۔نثری آہنگ مصنف کی الفاظوں کے ساتھ لگاوٹ کو ظاہر کرتا ہے۔

انیس ناگی کی ایک نظم ایک تیرا اپنے لیے میں دیکھیے،

اااہ! ہم نے قدیم تہذیبوں میں،نئے تمدنوں میں،اسلحے کے

کاخانوں میں،رسوا عورتوں کے شبستانوں میں،بینکوں کی تجوریوں میں،

مدرسوں کے معلموں کی آوازاں میں پناہ لی(۱۶)

ضمیمہ جات:

Shnakhat (Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641 Page:98-106

Publishers: Nobel Institute for New Generation

Vol:3, issue:1 (2024) http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

ضمیمہ جات میں سند تمثیل کے بارے میں انیس ناگی کا لکھنا ہے کہ سند اور سند تمثیل زبان کے دو مختلف وضائف ہیں۔اردو میں تمثیل انگریزی لفظ (الیگری) کا متبادل ہے۔ہم یہ دیکھتے ہیں کہ شعری لسانیات کے مطالعہ میں سند تمثیل کی بحث کیلئے کئی ابواب مقرر ہوتے ہیں۔شاعری میں سند تمثیل محض ایک فنی داو پیچ نہیں بلکہ یہ جذباتی استدلال کا اہم ذریعہ ہے۔

"تنقیدی اصطلاحوں کا قحط" میں ناگی صاحب نے بیان کیا ہے کہ اردو شاعری کی تحسین کیلئے جو اصطلاحیں دستیاب ہیں ان میں سے بیشتر فارسی سے لی گئی ہیں اور یہ تنقیدی اصطلاحیں تاثراتی اور غیر تنقیدی بھی ہیں۔اردو کی ساری کلاسیکی شاعری کو مجتمع کرنے کے باوجود انسان کی مکمل شخصیت کا کوئی واضح تصور قائم نہیں ہوتا۔ڈاکٹر محمد امجد عابد، فوزیہ شہزادی اور قربان علی نے اپنے ایک تحقیقی مضمون میں تحریر کیا ہے،

انیس ناگی کی تنقید کا ایک زاویہ ان کے وہ نظریات ہیں جو ان کی فکری سوچ، وسعت مطالعہ اور تفکر و تدبّر کا نتیجہ ہیں اور وہ ان پر کوئی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ادبی نظریہ سازی، ادب کا لسانی مطالعہ، عملی تنقید، نفسیات اور فلسفہ وغیرہ ان کی تنقید کے نمایاں رجحانات ہیں۔(۱۷)

ماحاصل:

انیس ناگی کی تحریروں سے یہ احساس پختہ ہوتا ہے کہ یہ انتہائی لگن اور سنجیدگی سے لکھی گئی ہیں اور معیق، بے حد تجزیاتی اور پر مغز ہیں۔ہمارے ہاں ایسے موضوعات پر قلم کشائی کیلئے جرات چاہیئے جو لوگوں میں مصلحتاً کم کم پائی جاتی ہے۔انیس ناگی نے جنس اور وجود میں عورت سے متعلق ان موضوعات پر قلم اٹھایا ہے جن سے ہمارا اکثر بلا یا بالواسطہ سامنا ہوتا ہے۔ان کی کتابوں سے پاکستان کی جدید اردو نظموں کو ادبی حلقوں میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر پذیرائی ملی۔شعری لسانیات لسانی تشکیلات میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔لسانی ادراک، اشارہ اور استعارہ جیسے موضوعات کو باریک بینی سے اس طرح بیان کیا کہ پڑھنے والے کو زبان اور اس کی پیچیدگیوں سے آگاہی ہو جاتی ہے۔آخری ابواب میں سیاق و سباق میں انیس ناگی نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ الفاظ کا معنی اس کے پس منظر میں مضمر ہے۔اسی طرح ابلاغ، افہام اور ابہام میں انھوں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ یہ بات کھل کر سامنے آسکے کہ جو شاعر شاعری میں آہنگ سے واقف نہیں ہوتے یا پھر لسانی تشکیلات کا تجزیہ نہیں ہوتا یا پھر لفظوں کے ہیر پھیر سے واقف نہیں ہوتے وہ شاعری میں ابہام چھوڑ جاتے ہیں۔دراصل ابہام فنی سقم ہونے کی بجائے اعلیٰ درجے کی ادبی تخلیقات کا لازمی جزو ہے۔شاعری میں فوری ابلاغ ممکن ہے۔مگر اس کا مفہوم شعوری کاوش کے بغیر ممکن نہیں۔اردو ادب میں لسانی تشکیلات کے حوالے سے انیس ناگی وہ بنیادیں فراہم کر گئے ہیں کہ جس پر لسانیات کی عظیم عمارت کھڑی کی جاسکتی ہے

حوالہ جات

۱. اسلم ملک، انیس ناگی: کتابوں سے عبارت زندگی، روزنامہ جدوجہد، ۱۸ اکتوبر ۲۰۱۹ https://jeddojehad.com/archives/4318

۲. زاہد مسعود، انیس ناگی کی یاد میں، سپیشل فیچر دنیا نیوز ۲۳ اکتوبر ۲۰۲۳
https://dunya.com.pk/index.php/special-feature/2013-10-23/6598

۳عمران ازفر، لسانی تشکیلات اور شاعری میں لسان کی استعاراتی اور معنوی حیثیت، ایک روزن، ۹ دسمبر ۲۰۱۸
https://www.aikrozan.com/poetrys-metaphors-semantics/

۴۔ محمد سلیم الرحمن۔انیس ناگی، نثری نظمیں، مکتبہ جمالیات، لاہور، ۱۹۸۱ ص ۵۲

۵۔انیس ناگی، ۱۹۹۰، شعری لسانیات، فیروز سنز لاہور، ایڈیشن دوئم، ص ۱۹

۶. ایضاً ص ۲۰

۷. سعادت سعید، انیس ناگی، نثری نظمیں، مکتبہ جمالیات، لاہور، ۱۹۸۱ ص ۷۵

۸۔انیس ناگی۔ ۱۹۹۰۔ شعری لسانیات۔ فیروز سنز لاہور۔ایڈیشن دوئم، ص ۵۸

۹۔ایضاص،۵۹

۱۰۔ایضاص۶۱

۱۱۔ایضاص۶۰

۱۲۔ایضاص۸۴

۱۳۔،انیس ناگی،نیاشعری افق،فائن بک پرنٹرز،لاہور،باردوم۱۹۸۸،ص،۱۶

۱۴۔ایضاص۱۴۔۱۵

۱۵۔کشور ناہید،انیس ناگی،نثری نظمیں،مکتبہ جمالیات،لاہور،۱۹۸۱ص۳۸

۱۶۔انیس ناگی،نثری نظمیں،مکتبہ جمالیات،لاہور،۱۹۸۱ص۵۶

۱۷۔ڈاکٹر محمدامجد عابد،انیس ناگی بحیثیت نقادادب،ر سرچ جرنل حرف سخن،والیم۶،۲۰۲۲
file:///C:/Users/Abdul%20Ghafoor/Downloads/258-Article%20Text-499-1-10-20220113.pdf

کوکشف والہام یا تقلید کااختیار نہیں کیونکہ نیک اعمال تب ہی قبول ہوں گے جب